

کتابخانه ایلینبر ۲۶۵۰

۱۹۵۹

سنت الاسلام

ماہنامہ

تجلیہ (مغربی پاکستان)

ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء

کتابخانہ

چند سالہ
فی پریچہ ۴

شمس الاسلام
ماہنامہ

ہر انگریزی ماہ کی پانچ
تاریخ کو
شائع ہوتا ہے

مدیر مسئول • غلام حسین

جلد ۳۰

ربیع الاول و ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۵۹ء

خبر ۱۰

فہرست

| صفحہ | صاحب مضمون | مضمون | نمبر شمار |
|------|---|------------------------------|-----------|
| ۳ | ۱ دارہ | بزم انصار | ۱ |
| ۴ | جناب مفتی محمد الہی صاحب فوق مرحوم | آیات قرآنی کی تاثیر | ۲ |
| ۱۱ | ۱ دارہ | باب الحدیث | ۳ |
| ۱۲ | حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارونی حنفی رحمۃ اللہ علیہ | لفوظات | ۴ |
| ۱۳ | جناب مولوی عبدالقیوم صاحب | صحابہ کرام اور زہد و استغفار | ۵ |
| ۱۷ | جناب گرام مولوی عبدالحمید صاحب | تعلیم الاخلاق | ۶ |
| ۲۳ | حضرت امام اہلسنت والجماعت | مسلم | ۷ |
| ۲۴ | محترم حکیم محمد فاروق صاحب لکھنؤ | صحابیات | ۸ |

دائرہ میں سرخ نشان چند دفعہ ہونے کی علامت ہے آئندہ ماہ کارسلہ بذریعہ دی۔ پی آر سال پرگاہ جس کے راہدہ خواجہات سے بچنے کے لئے
بہر صورت یہ ہے کہ آپ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظرہ نہ ہو تو اطلاع دیں۔ خدا را حمدی۔ پی ڈاپس کر کے ایک
اسوی ادارہ کو نقصان نہ پہنچائیں خط و کتابت کرتے وقت خریداری پرگز کا حوالہ ضرور دیں۔ (غلام حسین مدیر رسالہ)

سرخ نشان

بانتہام غلام حسین ایڈیٹر رنٹر پبلشر ثنائی پریس مرگہ دہلی کے دفتر تحریک شمس الاسلام جامع مسجد مجیرہ سے شائع ہوتا

بزمِ کمالِ کمال

دکوائف کا کردگی خرب الانصار جامع مسجد بمبئی

دارالعلوم عزیزیہ

دارالعلوم عزیزیہ کی طرف سے شہر بمبئی
کی مسجد فیضانِ اہل بیت بعد نماز صبح

درس قرآن مجید

دیاجار ہا ہے۔ مسجد کجوری والی میں
حضرت مولانا افتخار احمد صاحب بگوی امیر
حزب الانصار بمبئی۔ درس دے رہے ہیں
مسجد معمار الفاضل میں مولانا دوست محمد
صاحب مدرس دارالعلوم عزیزیہ۔ اور
مسجد اہلِ والی میں مولانا محمد عظیم صاحب
بند مبلغ حزب الانصار بعد نماز فجر درس
قرآن مجید دے رہے ہیں۔

جس میں شہر بھر کے مختلف عہدجات
سے لوگ شریک ہو کر فیض یاب ہو رہے ہیں اور

شواہبِ کائنات

حاصل کر رہے ہیں۔

دارالعلوم عزیزیہ۔ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ
جاری ہے طالبانِ علوم دینیہ نہایت محنت سے مصروف
ہیں لیکن ابھی تک اکثر طلباء دارالعلوم عزیزیہ موسمی بنجاریں
مثلاً ہیں اور حفاظتی تدبیر جاری ہیں۔ مگر حقیقی صحت
و تندرستی اللہ جلّ جلالہ کے ہاتھ ہے۔

شعبہ تبلیغ

مولانا محمد عظیم صاحب نے بھلوال، سلطان پور
نوں وغیرہ مقامات پر پیغامِ حق پہنچایا۔ اور لوگوں
میں اصلاحِ رسوم اور اتباعِ شریعت کی
تلقین کی۔

شعبہ پرائمری سکول

بگویہ پرائمری سکول میں دینی و دنیاوی
تعلیم باقاعدہ جاری ہے اور مدرسین
حضرات نہایت محنت و توجہ سے کام
کر رہے ہیں۔ اور قریباً دو صد کے قریب

طلباء

تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب منشی محمد الدین صاحب فوق مرحوم۔

آیات قرآنی کی تاثیر

جناب محترم منشی محمد الدین صاحب فوق مرحوم کا یہ مضمون آیات قرآنی کی تاثیر
 روزنامہ تسنیم لاہور نے شائع کیا ہے مضمون چونکہ نہایت ضروری ہے اس لئے
 افادہ عام کی غرض سے تاریخین شمس الاسلام کی خدمت میں خود غرض کے ساتھ پڑھنے کیے پیش کیا جاتا ہے۔ (میر)
 شہید اُط۔

”پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک اُمت سے گواہ
 لائیں گے اور تجھ کو ان پر گواہ لائیں گے“

(سورہ نسا۔ آیت ۴۷)

تو بے اختیار چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اسی طرح
 ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا پڑھی۔
 رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَا كَثِيْرًا وَّ هُمْ يَكْفُرُوْنَ النَّاسِ فَهَمَّنْ
 تَبِعْنِيْ فَاِنَّكَ مِيْتِيْ۔

”پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو
 گمراہ کیا ان میں سے جس نے میری پیروی کی
 وہی میری جماعت میں ہے۔“

اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ والی دعا پڑھی۔

اِنْ تَعَذَّلْ بِهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ
 لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

”اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے

ہیں اور اگر معاف کر دے تو تو غالب و امان ہے۔“

دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہم اُمّتی اُمّتی فرماتے جاتے
 تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

آیات الہی کا اثر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر

نخشیت الہی کی دہر سے اکثر آپؐ پر رقت طاری رہتی۔ اور
 آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے یہاں تک کہ نماز کے دوران
 میں بھی رقت طاری ہوتی اور آنکھوں سے آنسو بے اختیار نکل
 آتے۔ خوف اور خشیت کی آیات پھر اسے دعا مانگتے اور
 اس کی پناہ طلب کرتے مگر رحمت اور بشارت کی کوئی آیت
 آتی تو اس کے حصول کی دعا کرتے۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے
 نماز میں یہ آیت پڑھی۔

اِنْ تَعَذَّلْ بِهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
 فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

”اگر تو ان کو سزا دے۔ تو وہ تیرے بندے ہیں

اور اگر معاف کر دے تو بے شک تو غالب

اور حکمت والا ہے۔“

توبہ اثر ہوا کہ صبح تک آپؐ یہی آیت پڑھتے چلے گئے

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب آپؐ

کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ فَصِيف اِذَا جِئْنَا مِنْ

كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰؤُلَاءِ

قرآن کی آیات حضرت عمرؓ کی زندگی میں انقلاب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور چونکہ اس کا تعلق قرآن شریف کی ایک آیت سے ہے جس کی سننے سے اُن کی حالت یہاں تک متغیر ہو گئی تھی کہ جن کو قتل کرنے آئے تھے اُن کے قدموں پر اپنی تلوار رکھ دی تھی۔

اس واقعہ کا ذکر تفصیل سے کیا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام میں حضرت عمرؓ پہلے شخص ہیں جن پر آیات قرآنی سننے سے اس قسم کا اضطراب اور جوش پیدا ہوا تھا۔

جب ابوجہل نے جو حضرت عمرؓ کا ماموں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے لئے سوادِ نوٹ اور چالیس ہزار درہم کا انعام مقرر کیا تو آپ آنحضرت کے قتل پر آمادہ ہو کر گھر سے باہر نکلے۔ راہ میں نعیم بن عبد اللہ نے انہوں نے تیور ایسے نہ دیکھ کر کہا:-

”مگر کہاں جاتے ہو؟“

عمرؓ:- محمدؐ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔

نعیمؓ:- کیا انہیں قتل کر کے خود امن میں رہ سکو گے عمرؓ:- معلوم ہوتا ہے تم بھی بے دین ہو گئے ہو؟

نعیمؓ:- پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔

عمرؓ:- کیوں! کیا ہے؟

نعیمؓ:- تمہاری بہن فاطمہ اور تمہارے بہنوئی سعید بن زید نے بھی تمہارا دین ترک کر دیا ہے۔

عمرؓ:- محمدؐ کو قتل کرنے سے پہلے اتنی کا جھگڑا چکا تا

ہوں۔ یہ کہہ کر آپ غصہ سے بھرے ہوئے اپنی بہن کے گھر آئے وہاں حضرت خباب بن الارت انصاری قرآن شریف پڑھ رہے تھے آپ کے آنے کی آہٹ

سن کر آپ کی بہن نے انہیں چھپا دیا۔ عمرؓ نے اور پوچھا یہ نرم نرم آدمی کیسی تھی؟ فاطمہؓ:- کچھ نہیں۔

عمرؓ:- میں نے سنا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو یہ کہہ کر بہن اور بہنوئی کو سخت مارا یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔

فاطمہؓ:- عمرؓ کو تیرا جی چاہے۔ کہ میں تو تیرا دین چھوڑ چکی۔ اب اسلام سے دل ہرگز نہیں نکل سکتا۔

عمرؓ:- اچھا مجھے وہ دکھا جو تم پڑھ رہے تھے۔ فاطمہؓ:- لَا يَكُفُّهُ إِلَّا الْمَطْهَرُ وَدَّ

”اِس کو سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھو سکتا۔“

عمرؓ نے اسی وقت غسل کیا۔ بہن نے صحیفہ نیکا لا اور عمرؓ نے سورہ طہ رکوع اول شروع کیا۔

مَا أَرْسَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ إِلَّا كَذِّكْرَةٍ لِّمَنْ يَخْشَىٰ تَنَزُّلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَىٰ ۝ أَلَمْ يَكُنْ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ۝

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَىٰ ۝ وَإِنْ تَجْهَرُ بِالْقَوْلِ ۝

إِنَّا نَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَىٰ ۝ آدِلُهُ إِلَّا هُوَ ۝ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۝

ترجمہ:- ہم نے قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مُنکرت اور محرومی میں پڑو بلکہ یہ ایک نصیحت ہے جس سے

دُور نے والوں کو نفع ہے یہ اُس ذاتِ پاک نے اتارا ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو بنایا وہ مومن ہے جو جوش پر مسلط ہے اُس کی ملک ہے جو کچھ

آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو آسمان اور زمین

پر تھے سننے کیلئے کھڑے ہو گئے جب وہ شخص اِذَا
عَلَا اَبَسَ جَنَّتْ لَوَاقِحُ۔ پر پہنچا تو آپ سواری سے
اُتر پڑے اور عیم غن کی حالت میں اُس کی دیوار کے ساتھ
بیکہ لٹکا کر بیٹھ گئے اور دیر تک بیٹھے رہے آخر ایک مہینہ
تک بیمار رہے لوگ اُن کی بیماری پر کسی کو آتے تھے لیکن
کسی کو بیماری کا اصل سبب معلوم نہ تھا۔

سورہ مریم کی تلاوت کا اثر نجاشی بادشاہ حبش پر

اسلام کی ابتدائی تاریخ کا یہ واقعہ سب کو معلوم ہے
کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اظہار کیا
تو قریش کے سرداروں اور امیروں اور عام لوگوں نے مخالفت
پر بکربا نہ ہوئی ابھی میں عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی امیہ
میں شامل تھے جب اُن کے ظلم و ستم حد سے زیادہ ہو گئے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مکہ حبش کی
طرف ہجرت کر جانے کی صلاح دی چنانچہ مسلمان وہاں چلے
گئے نجاشی بادشاہ حبش نے ان ظلم رسیدوں کو امن دامن
کے ساتھ اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی لیکن
مردمان قریش مسلمانوں کو حبش سے نکلوانے کے لئے نجاشی
کے پاس پہنچے اور بادشاہ کے علاوہ اُس کے وزیر اور گھیلے
بھی پیش قیمت تحفے لے گئے۔

نمائندگان قریش نے بادشاہ کو مسلمانوں کی خلاف
بہت کچھ کہا لیکن اُس نے یہی جواب دیا کہ جو دگ میری
پناہ میں آچکے ہیں اور یہاں امن دامن سے رہتے ہیں
میں اُن کو بغیر کسی معقول وجہ کے ان کے دشمنوں کے
سپرد نہیں کر سکتا۔

نجاشی مسلمانوں کے نمائندوں سے جن میں جعفر
بن ابی طالب سب سے پیش پیش تھے کہا کہ خدا کا کلام

کے درمیان ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے اور
اگر تو قول کو ظاہر کرے مگر وہ بھی چھپائی باتوں کو بھی
جانتا ہے اللہ ہی ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں
اور اسمائے حسنی سب اُسی کے لئے محفوظ ہیں
یہ آیت پڑھتے ہی آپ کے دل میں ایک انقلاب پیدا ہوا
اور آپ نے کہا کیا قریش اسی سے بھاگتے ہیں اس سے بھگ
کر کہاں جائیں گے کہاں ہیں محمد مجھے لے چلو اُن کے پاس
لے چلو کہ وہ میرے زخمی دل پر اطمینان کا پھار رکھیں وہ عمر
جو تلوارِ سونت کو گھر سے باہر نکالے اب وہی تلوار اُن کے
قدموں پر رکھنے کو حاضر ہے۔

حضرت بن لاریث انصاری جو حضرت عمرؓ کے خوف
سے اندر چھپے ہوئے تھے یہ الفاظ سن کر باہر نکلے اور اُن
کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں گئے
جہاں آپ ایمان لاکر اس دین حقہ کی اشاعت اور مزید
تقویت کا باعث ہوئے آپ نے فاروقِ اعظم کا خطاب
پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے دوسرے
خلیفہ مقرر ہوئے اور ساڑھے دس سال کی خلافت کے
بعد ٹریسٹھ برس کی عمر میں محرم الحرام بروز شنبہ
۱۲ھ کو انتقال فرما گئے

اِنَّا بَلِّغُوكَ اِنَّا الْيُسُ رَاجِعُونَ۔

آیات قرآنیہ کا اثر حضرت عمرؓ کے دل پر

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سورہ اذا الشمس کی تلاوت کر رہے
تھے جب واذا الصحف نشرت تک پہنچے تو بے ہوش
ہو گئے اور کئی دن تک بیمار رہے۔

اسی طرح ایک دن ایک شخص کے مکان کے پاس
سے گذرے وہ سودہ طور پڑھ رہا تھا حضرت عمرؓ سواری

طرح محمد بھی قریش پر غالب آئیں گے تو عمرو بن عاص نے نجاشی سے کہا یہ بات ہے تو آپ ہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوں چنانچہ وہ نجاشی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور پھر مدینہ جا کر مومن نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر تہجد بیعت کی یہی عمرو بن عاص مسلمان ہو کر فاتح مصر کہلایا اس نے چاروں خلفاء کا ناز دیکھا اور مسلمانوں میں انتقال کیا۔

آیات قرآنی ے لشکر اسلامی میں جوش

خلافتِ خالدی میں خامرہ دمشق کے وقت کچھ کچھ اسلامی سپاہی محل اور بیان کی طرف روانہ کئے گئے تھے یہاں پیاس ہنزار عیسائی قلعہ بند تھے امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ جب شکر لے کر محل میں پہنچے تو عیسائیوں نے مسلمانوں پر شب خون مارا لیکن وہ غافل نہیں تھے حضرت سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے بڑی جے جگری سے مقابلہ کیا لیکن اسی اثناء میں عیسائیوں کا ایک اور لشکر لٹکارتا ہوا فوجِ اسلامی پر علاء اور عزا حضرت سیف اللہ خالد بن ولیدؓ نے اپنی تیل سپاہ اور دشمن کی کثیر جمعیت دیکھ کر اپنے لشکر کو پر لہجہ میں یہ آیت پڑھ کر سنبھائی ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا الْقِيَمَةُ قَامَتْ فَاتَّبِعُوا إِذْ
عُرُوا لِلَّهِ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَلَا تُطِيعُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَتَّبِعُوا الْأَعْيُنَ وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ.

سَرَنِيحْكُمُ وَأَظْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّادِقِينَ
ترجمہ :- اے ایمان والو! جب تم کافروں کی کسی فوج
سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ پاک کو بہت یاد کرو تم ضرور فتح
پاؤ گے خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور آپس میں
بھڑو نہ ڈالو تم کمر بھڑو جاؤ گے اور تمہاری ہمدھی ہوئی ہو اگر
جائے گی اور صبر کرو۔ تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے
ساتھ ہے۔“

جو تمہارا ہے پیغمبر پر نازل ہوا ہے کیا اس کا کوئی حقد تم کو یاد ہے؟ اس پر جعفر بن ابی طالب نے سورۃ مریم ایسی خوش الحانی سے پڑھی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آئے اور اس نے یادریوں اور دوسرے لوگوں سے کہا کہ کچھ شک نہیں کہ جو کلام عیسیٰ پر نازل ہوا ہے اس کا اور جو کلام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُترا ہے اس کا ہر شے ایک ہی ہے پھر عمر بن عاص اور عبد اللہ ابن ابی طالب سے مخاطب ہو کر کہا میں ان کو ہرگز تمہارے پیرو نہیں کروں گا۔ اس کے بعد قریش نے مسلمانوں کو یہاں سے نکلانے کے لئے اور بھی بہت سی چالیں چلیں لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔

گو نجاشی کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ مر جاکھی تاریخ میں نظر نہیں آتا لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے عمرو بن عاص سے کہا کہ عہد مصلی اللہ علیہ وسلم ایسی طرح اپنے دشمنوں پر غالب آئیں گے جس طرح حضرت موسیٰ فرعون پر غالب آئے تھے البتہ عمرو بن عاص نے اپنے قبول اسلام کا جرد واقعہ بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی بھی مسلمان ہو چکا تھا۔

عمر و بن عاص جبکہ خندق سے ناکام واپس آنے کے بعد اپنے چند ہمراہیوں سمیت مکہ سے حبش میں آ گئے یہ دیکھنے کے لئے کہ فرقین (مسلمان اور قریش) میں سے جس کو فوج ہوگی ہم اُس کے ساتھ بل جائیں گے یہیں نجاشی بادشاہ حبش کے ساتھ عمرو بن عاص کی گفتگو مسلمانوں کے بارہ میں رہا کتنی تھی آنسو جب عمرو بن عاص نے بادشاہ کا حجام مسلمانوں کی حمایت کی طرف دیکھا اور اس کی زبان سے یہ سنا کہ محمد و صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی وہی جبرئیل آیا کرتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور جبریل موسیٰ فرعون پر غالب آئے اسی

اکثر نماز میں اور قرآن شریف پڑھتے وقت آپ پر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی اور گھٹنوں تک، اسی گریہ و زاری کے عالم میں رہا کرتے تھے ابراہیم بصر کہتے ہیں کہ (ایک بار امامؑ نے نماز صبح یہ آیت پڑھی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ط
یعنی ہرگز نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے اعمال سے
بے خبر ہے۔ (سورۃ ابراہیم رکوع ۷)

یہ سن کر آپ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ کانپنے لگے اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔

ایک شخص آپ کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے آیا آپ
اس وقت قرآن شریف پڑھ رہے تھے جب اس آیت
پڑھیے۔ **وَقَدْ عَلِمْتُمْ ابِلسَ صَاطِحًا** (سورہ طور کو ۶)
ترجمہ :- اور بچا سموم کے عذاب سے“

تو اس آیت کی تکرار کرنے لگے یہاں تک کہ جھومتے جاتے تھے اور آواز بدل گئی تھی پھر بھی آپ اس کا تکرار بند نہیں کرتے تھے آخر جب نماز کا وقت قریب آیا تو آپ نے تکرار بند کی ۔

ایک مرتبہ نماز میں یہ آیت پڑھی۔
 بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدٌ هُمْ وَالسَّاعَةِ آدَهْلٰی
 وَأَمَرٌ (سورہ قمر کوع ۳)

یعنی قیامت گنہگاروں کی وعدہ گاہ ہے اور قیامت سخت مصیبت ناک اور ناگوار چیز ہے آپ اسی آیت کو رات بھر پڑھتے اور نار نار روتے رہے۔

یزید بن کیت کہتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت
 امامؑ کے ساتھ نماز عشاء میں شریک ہوا۔ امامؑ نے نماز
 میں سورہ نزال پڑھی۔ سب لوگ نماز پڑھ کر چلے گئے
 میں نے آپؑ کو دیکھا تو ٹھنڈی سانسیں بھر رہے تھے

رومی فوجوں کے حملے بڑے سخت تھے اُن کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن حضرت سیف اللہ کا اس آیت کو تلاوت کرنا جادو کا کام نہ گیا۔ اسلامی لشکر اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے نعرے لگاتا ہوا دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ یہاں تک کہ رومی لشکر بہت سی لاشیں چھوڑ کر تھکے ہوئے ہٹ گیا۔

لیکن ابھی اس بات کو چھوڑا دیکھ کر اٹھا کر دوسروں کا
دوسرا سپہ سالار سکھانامی اپنی تمام باقی ماندہ فوج لے کر
میدان میں آگیا جس سے لڑائی کا رنگ ہی بدل گیا اسلامی
سپاہ میں سب سے آگے حضرت خالد بن ولید تھے۔ یہ
نازک حالت دیکھ کر آپ کی حرارت اسلامی نے جوش مارا
اور آپ نے یہ آیت بڑے پُر زور کعبہ میں پڑھ کر سنائی۔
فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِالْحَيَاةِ
الَّتِي بُدِيَ بِهَا الْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَيُقتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ أُؤْتِيَهُ أَجْرًا عَظِيمًا
ترجمہ: سو چاہئے کہ میں اللہ کی راہ میں جو لوگ جیتتے ہیں
دنیا کی زندگی آخرت پر اور جو کوئی لڑے اللہ کی راہ میں
بھیرا رہ جائے یا غالب ہو۔ ہم دیں گے اس کو بڑا اجر و ثواب
مسلمانوں میں جو جوش اس آیت سے پیدا ہوا تو

میں طاقت نہیں کہ بیان کر سکے اس جوش اس اشاد و اس کیف و وجد کا ادنیٰ اندازہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بھارگی حملہ سے عیسائیوں کے ہوش دھوا اس جلتے رہے صفوں کی صفیں الٹ گئیں عیسائی اپنے بڑے بڑے افسروں اور سپاہیوں کی بے شمار لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگے غرض انہوں نے صلح کی درخواست کی جو منظور کی گئی۔

حضرت امام ابو حنیفہ کا گریہ بے اختیار

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے رقیق القلب تھے

کہ ایک اندھا نیک سامنے سے یہ آیت پڑھتا ہوا گذرے۔
 اَمَّا لَکُمُ لُؤْمِیْمٰیْنَ الْحَقِّیِّیْنَ

(اُس دن کی بادشاہی رُحمن کے لئے ہوگی)

ابو عبد اللہ کے کافران تک جیب یہ حدائی الفاظ پہنچے تو
 لوہا ہاتھ میں اٹھا لیا۔ شاگرد پاس ہی بیٹھا تھا وہ یہ
 کیفیت دیکھ کر گرم لوسے کے اٹھانے سے انہوں
 نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی ششدر رہ گیا آپ
 نے پوچھا کام کیوں نہیں کرتے اور یہ میرا فی کیسی ہے؟
 اُس نے کہا کہ آپ کے ہاتھ میں تپا ہوا لوہا ہے اور آپ
 در محسوس نہیں کرتے آپ نے دیکھا تو کہا اب بھید
 ظاہر ہو گیا یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور دکان کو
 چھوڑ دیا۔

شیخ ابوالعباس شتقانی قدس سرہ کا وطنیت حیات

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں
 ایک مرتبہ شیخ ابوالعباس شتقانی قدس سرہ کی خدمت میں گیا
 دیکھا تو وہ در در ہے تھے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے
 حَضَرْتُ اللّٰهَ مَثَلًا عَبْدًا مَّعْمُولًا لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ
 یعنی مثال دی خدائے ایک بندہ کی جو مملوک یعنی
 کسی اور کی ملکیت ہے اور کسی شے پر قدرت اور قابو
 نہیں رکھتا۔ حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں کہ اس آیت
 کے پڑھنے سے اُن کا جو حال ہوتا تھا اور جس شدت سے
 وہ نعرے مارتے تھے میں نے خیال کیا کہ وہ ضرور فوت
 ہو جائیں گے آخر میں نے بے تاب ہو کر کہا یا شیخ یہ کیا
 حال ہے فرمایا۔ گیارہ سال ہو چکے ہیں یہ آیت میرا وظیفہ
 ہے پڑھتا ہوں اور اپنی بے بسی و بے لپی پر روتا ہوں۔

آخر میں بھی چلا گیا۔ صبح کو جب میں آیا تو دیکھا کہ آپ ابھی تک
 سورہ زلزال کا ورد کر رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
 اور بڑے درد سے کہہ رہے ہیں اسے ذرہ بھر نیکی اور
 ذرہ بھر بدی کا بدلہ دینے والے اپنے بندہ نعمان (آپ
 کا اصلی نام تھا) کو ذورخ کی آگ سے محفوظ رکھنا۔

دوران نماز میں ایک بیت پر اضطراری کیفیت

حضرت مولانا شاہ درگاہی جن کی رفیق القلی کی کیفیت
 تذکرۃ السالکین سے معلوم ہو سکتی ہے ایک بار امام کے
 پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ امام نے آیہ کریمہ :-
 یُحِبُّوْهُمْ کَحُبِّ اللّٰهِ ط وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
 اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ط۔ پڑھی جس طرح مسلمان خدائے
 محبت رکھتے ہیں (مشرک) ان بتوں سے محبت رکھتے ہیں
 بلکہ ایمان والوں کو خدا کی محبت زیادہ ہوتی ہے آپ
 اس آیت کے سنتے ہی جوش میں آگئے جسم مبارک کو کھینچ
 ہوئی۔ نماز کے بعد آپ کے ساتھ امام اور مقتدی غلبہ
 و جد و جہاد سے مدہوش و بے حال ہو گئے۔ اور سجدہ
 میں لائے ہوئے ایک شور عظیم برپا ہو گیا خدائی قدرت سے
 جتنے لوگ مسجد میں آتے تھے صوب پر یہی کیفیت طاری
 ہو جاتی تھی۔

آیت قرآنی سے بخودی

ابو عبد اللہ ہندی بادر دی جو پہلے طبقہ کے بزرگوں میں
 بڑے برگزیدہ ہوتے ہیں۔ ابو حفص علاؤ الدین شاد دی کے پیرو
 مرشد اور استاد تھے جن کا انتقال ۷۴۳ھ سے
 ۷۴۷ھ کے درمیان بیان کیا جاتا ہے آپ آہن گری
 کا کام کرتے تھے ایک دن اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے

کر رہے تھے یکایک جسم میں لرزہ پیدا ہوا اور ایک ساعت کے بعد وہیں ملک بقا کو سدھار گئے مزار آپ کا سارنگ پور میں واقع ہے۔

نماز کی حالت میں ایک مقتدی کا وصال

مولانا حافظ عبدالغفور سکندر عادل شاہ والی بیجاپور کے استاد مولانا ابراہیم کے بھائی اور حضرت محمد عرب دستہ حضرت موت کے فرزند سوم تھے۔ عالمگیر نے بغیر بیجاپور کے بعد جب حافظ عبدالغفور سے ملاقات کی تو فرمایا کہ بیجاپور کی غنائم میں مجھ کو حافظ عبدالغفور ایک بیش قیمت اور بے نظیر چیز ملی ہے قرأت و خوش آوازی میں حافظ صاحب اپنی مثال آپ تھے عالمگیر ہمیشہ آپ کے پیچھے اقتدار کر کے نماز پڑھا کرتا تھا اور آپ کی خوش آوازی سے اُس پر ایک ایسی بے خودی چھا جاتی تھی کہ ایک مرتبہ اُس نے نماز کے بعد آپ سے فرمایا حافظ صاحب ایسی خوش آوازی سے نہیں پڑھنا چاہئے اس سے نماز میں خلل واقع ہو جاتا ہے ایک عرب آپ کی قرأت و خوش الحانی کی شہرت سن کر آپ سے ملا اور اپنا شوق بیان کیا آپ عشا کی نماز میں امام ہوئے اور عرب اور دوسرے لوگ مقتدی آپ نے سورہ ہود اس جہدہ اور شوق اور اس لہجہ میں پڑھی کہ عرب پہلے تو کانپتا رہا اس کے بعد بے ہوش ہو کر گر پڑا اور وہیں جان بحق تسلیم ہو گیا

شیخ عبدالحی محمد دہلوی پر اسیت قرآنیہ کا اثر

حضرت شیخ احمد محمد الفغانی فاروقی کابلی سرسبندی اپنے زمانہ کے قطب لاقطاب تھے۔ اور فترۂ نقشبندیہ مجددیہ کے امام۔ ان کے مکتوبات نے علماء میں ایک فَلَخْلَخَہ عظیم

حضرت خواجہ نظام الدین اہلبیاء کی حالت میں تخریر

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، محبوب الہی دہلوی علوم دینی کی تحصیل تکمیل کے بعد رات کو دہلی کی جامع مسجد میں رہتے تھے صبح کے وقت مؤذن نے اذان کے بعد ایک دن یہ آیت پڑھی۔

المہ یان الذین آمنوا ان تخلصوا قلوبہم لذكر الله۔

یعنی کیا ایمانداروں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اُن کے دل اللہ کے ذکر سے گرو گڑائیں اور وہ خائف ہو جائیں جب یہ آیت آپ نے سنی تو قلب پر ایک چوٹ سی لگی چہرے پر ایک نمایاں تغیر ہوا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ چاروں طرف سے الوار برس رہے ہیں ابی بے قرار ہی کی عالم میں بغیر سفر خروج کے حضرت خرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں گئے اُن سے تپ دروں کی دوا طلب کی اور مرتبہ کمال تک پہنچے۔

تفسیر سورہ منزل کے دوران میں قاضی

عبدالقادر کا انتقال

قاضی عبدالقادر قاضی محمود کے فرزند اور عہد شاہان مغل میں سارنگ پور کے قاضی اور شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی کے خلیفہ و مرید تھے ہر جگہ کو جامع مسجد میں دُعا کیا کرتے تھے اور علم تفسیر کے بیان کرنے میں لاثانی تھے کلام اللہ کے اشارات اور اس کی شانِ نزول اور تاویلات و مشکلات کے بیان کرنے پر خوب تادرتھے۔ ایک دن جامع مسجد میں سورہ منزل کی تفسیر بیان

باب الحدیث

(آداب مجلس)

فرمایا کہ پوچھنے والوں کو راستہ بتانا اور سلام کا جواب دینا۔ اور نظر کو نیچا رکھنا اور اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بُری باتوں سے لوگوں کو روکنا۔

(از ابوہریرۃؓ اور ابوالمقدرد)

(۵) یہ امر سنون ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو جو تا آتا کر ایک طرف رکھ دے۔ (ابن عباسؓ)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان ہو کر رستہ نہ چلے۔ (مشکوٰۃ عن ابن عمرؓ)

(۷) جب کوئی آدمی بات کر کے کہیں چلا جاوے تو اس کی بات امانت ہے۔ (کنز العمال از جابرؓ)

(۸) چار خصلتیں اگر تم کو مل جائیں تو پھر دنیا کی کسی چیز کے ہونے میں کوئی ضرر نہیں۔ (۱) حسن خلق (۲) اکل حلال (۳) صدق مقال (۴) حفاظت امانت۔

(ادب مفرد عن عبداللہ بن عمرؓ)

(۹) جو شخص تم سے پناہ مانگے اس کو پناہ دو اور جو شخص اللہ سے تم سے سوال کرے اسکو عطا کرو اور جو تم کو بلائے اس کا بلا دور کر دو اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کا عوض دو پس تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس سے مکافات کرو تو اسکے لئے اتنی دعا کرو کہ تم سمجھ لو کہ اس کا بدلہ ہو گیا۔

(میر المواقف (۳) ص ۱۰۸)

(۱۰) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ایک خباز نے کی خبر دی گئی۔ ان کو جانے میں دیر ہو گئی۔ لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے جب لوگوں نے ان کو آتے ہوئے دیکھا ان کی طرف بڑھے اور اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تاکہ وہ ان کی جگہ بیٹھ جاویں انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کشادہ مجلس سب سے بہتر ہے اور وہاں سے ہٹ کر فراخ جگہ میں بیٹھ گئے۔ (ادب المفرد)

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے اپنے لئے جگہ کرے (مشکوٰۃ از ابن عمرؓ)

(۱۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ کوئی ان کے لئے تعظیماً اپنی جگہ سے اٹھاوے وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔ (از ابن عباسؓ)

(۱۳) کلی کوچوں یعنی راستہ میں بیٹھنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ گھر کے اندر بیٹھا رہنا بہت دشوار بات ہے فرمایا اگر تم راستوں میں بیٹھو تو راستہ کا حق ادا کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ راستوں کا حق کیا ہے

ملفوظات

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہارونی ہشتی رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

درویشوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں ہے کہ جو شخص درویش کو کھانا کھلاتا ہے وہ تمام گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ تین قسم کے لوگ بہشت کی طرف نہیں آئیں گے۔ ایک جھوٹ بولنے والا درویش دوسرا بخیل دولت مند۔ تیسرا خیانت کرنے والا سوداگر کیونکہ ان تینوں کو سخت عذاب ہوگا۔ پس جب درویش جھوٹا اور دولت مند بخیل بن جائے اور سوداگر خیانت کرنے والا ہو جائے۔ تو خداوند تعالیٰ زمین سے برکت اٹھا لیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جو شخص دن رات میں ہر نماز کے بعد سورہ لیلین اور آیتہ الکرسی ایک دفعہ اور قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے مال اور اس کی عمر کو زیادہ کرتا ہے اور اس کو قیامت کے میزان اور پلصراط کے حساب میں آسانی ہوتی ہے۔

مسجد میں چراغ بجھنے کی بابت گفتگو ہوئی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایک رات مسجد میں چراغ بجھتا ہے اُس کے ایک سال کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں اور ایک سال کی نیکیاں اُس کے اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں اور بہشت میں اس کے لئے ایک شہر بنایا جاتا ہے اور جو شخص ایک مہینے تک لگاتار مسجد میں چراغ بجھے تو خداوند تعالیٰ اُس کے ہفت اندام کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھتا ہے اور بہشت کے دروازے اُس کے واسطے کھل جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے اُس میں داخل ہو اور دنیا سے انتقال کرنے سے پہلے ہی وہ اپنی جگہ بہشت میں دیکھ لیتا ہے۔ اور بہشت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ یوسف ہشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جو شخص مسجد میں چراغ بجھتا ہے اور جس وقت اُس کی روشنی مسجد میں ہوتی ہے۔ تو سب فرشتے اُس کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور اس کو محلۃ العرش کہتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ اور زہدِ استغناء

جناب مولوی عبدالقیوم صاحب ندوی

کیا کرتے تھے بعد خلافت کے بھی وہی مشغلہ جاری رکھا جب لوگوں نے اصرار کیا کہ حضورؐ آپ کو مسلمانوں کے کام سے فرصت کہاں کہ آپ اس کام کو انجام دیں۔ لہذا اس کام کو انجام دیا لہذا اس کو چھوڑ کر بیت المال سے زکوٰۃ مقرر کرا لیجئے۔ آپ نے مشکل اس کو ترک فرمایا۔ قبل خلافت آپ حملہ کی بھڑیاں دہا کرتے تھے جب خلیفہ ہو گئے۔ تو بچوں نے کہا کہ آپ یہ دودھ نہ دو یا کریں گے آپ نے فوراً ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا چلو تمہاری بھڑیاں کہاں ہیں۔ ان کو دودھ دوں اور میں ہمیشہ دودھا کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے زہد و فقر کا یہ عالم تھا کہ امارت دریاست کی جس چیز میں بونک آتی اُسے ترک کر دیتے، ایک بار آپ کو پیاس لگی، پانی مانگا کسی نے شیشہ کے گلاس میں پانی پیش کیا۔ آپ نے انکار کر دیا جب کھڑی کے برتن میں پانی دیا گیا تب پیا۔ اسی طرح دمنہ کے لئے پانی طلب کیا۔ توطشت میں پانی لے کر دوگ حاضر ہوئے آپ نے اسے ترک کر دیا جب شیشہ میں لایا گیا تب آپ نے دمنہ کیا۔ قناعت کا یہ حال تھا کہ کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے۔ ایک بار کسی نے ہانہ کی کوئی دوا آپ کے سامنے پیش کی۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ بھائی

صحابہ کرامؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کن کن صفوں کو بیان کیا جائے اور ان کے کن کن فضائل کی طرح دستا کش کی جائے وہ درحقیقت ممتنع اسوہ رسول تھے اسی لئے جہاں ان میں تمامی فضائل حمیدہ موجود تھے زہد و استغناء بھی بدرجہ اتم پایا جاتا تھا آج کی صحبت میں ہم اس ضمن میں صحابہ کرامؓ کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ہم جب اس سلسلہ میں تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس قدر کسی جامعیت میں ہم کو ایک سے ایک بالاتر نظر آتا ہے، ملاحظہ ہو

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب سلطنت کسرے کی دھجیاں اڑا دی تھیں اور اس کی سلطنت کے غور و قیام کاہ مائن کو فتح کر لیا تھا، خاص قہر کسرے میں ایک فرش اتنا بیش قیمت تھا کہ سونے اور چاندی کے علاوہ میرے وغیرہ اس قدر بڑے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کو بواہرات کے ڈھیر کا شبہ ہوتا تھا۔ مال غنیمت کے ساتھ جب وہ بار الخلافت میں آیا لوگوں کی آنکھیں اس کی چمک دمک دیکھ کر خیرہ ہو گئیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسے نہایت بے پروائی سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب پر برابر تقسیم کر دیا۔

حضرت ابو بکرؓ مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد بھی اپنے قیوم طرز معاشرت میں ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیا وہی موٹا جھوٹا کھانا وہی سادہ سودہ لباس، وہی پیمانہ مکان، وہی طرز عمل اور وہی طریقہ کار خلافت کے پہلے آپ کپڑے ثنوت

میں تو پیٹ بھر کے کھانا ہی نہیں کھاتا۔ مجھے اس کی کیا ضرورت ہے۔

ابو جحیفہ ایک جلیل القدر صحابی ہیں ایک بار آپ نہایت عمدہ کھانا کھا کر خدمتِ نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے ڈکار آگئی بحضورِ صلعم نے فرمایا۔

اکثرہم سبحان اللہ نیا اکثرہم جوعاً یوماً القیامتاً۔

جو لوگ دنیا میں سب سے زیادہ آسودہ ہیں، قیامت میں سب سے زیادہ بھوکے ہونگے۔ ان الفاظ کا آپ پر یہ اثر پڑا کہ آپ نے عمر بھر پیٹ بھر کر کھانا ہی نہیں کھایا۔ حضرت عمرؓ باوجودیکہ امیر المومنین تھے دنیا ان کی نٹھی میں تھی، قناعت کا یہ عالم تھا کہ مسجد کا خام فرسش آپ کی آرام گاہ، استوا آپ کی غذا اور پیوند دار کپڑا آپ کا لباس تھا۔

ایک بار حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے سامنے کچھ عمدہ کھانے پیش کئے گئے آپ کو چند مشتبہ زمانہ یاد آگیا اور فرمانے لگے کہ حضرت حمزہؓ مجھ سے کہیں اچھے تھے لیکن جب شہید ہوئے تو اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ ان کو پورا کفن دیا جاتا، جب سر ڈھانکتے تو پیر کھلے رہ جاتے اور جب پیر ڈھانکتے تو سر کھلا رہ جاتا۔ یا آخر سر ڈھانک کر پیر پر گھاس ڈال کر آپ کو سپردِ خاک کیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے کہیں زیادہ برتر تھے لیکن آپ کو عمر بھر پیٹ بھر کر جو کی روتی نہیں نصیب ہوئی یہ کہہ کر آپ اس قدر روئے کہ سسکی بندھ گئی۔ اور کھانے کو ہٹا دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن عاص کی تو یہ حالت تھی کہ آپ عمر بھر روزہ رکھنے کے لئے مستعد اور تیار تھے آپ نے

رسول اللہ صلعم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کی اجازت چاہی آپ نے بشکل ایک روزہ اور ایک دن افطار کی اجازت دی حضرت عبداللہ نے اس پر شدت سے عمل کیا کہ آخر میں اس کی وجہ سے بالکل ضعیف ہو گئے اور خود فرمایا کرتے کہ کاش میں رسول اللہ صلعم کی نصیحت قبول کرتا۔

صحابہ کرام باوجود استطاعت کے نہایت ہی سادہ وضع میں رہتے تھے۔ ایک بار حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو الدرداءؓ کی ملاقات کو آئے آپ کے بدن پر مکس کا صرف ایک ٹکڑا تھا اور پانچامہ لوگوں نے جب یہ حال دیکھا تو کہا کہ آپ نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے بولے نیکی صرف نیکی کی آخرت کی تھی۔ آپ کے پاس صرف ایک عبا تھی جس کا ایک حصہ پہنتے اور دوسرا حصہ بچھاتے تھے۔

ایک بار کسی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ پر سونے کی حالت میں منقش چادر ڈال دی، فرمایا کہ اگر اس میں بیل بوئے نہ ہوئے تو کوئی مضائقہ نہیں تھا اور یہ کہہ کر اُسے الگ کر دیا۔

حضرت فضالہ بن عبیدہ مصر کے گورنر تھے۔ لیکن باوجود اس کے پریشان حال اور بزمہ پارہ تھے۔ ایک بار کسی نے اس وضع کا سبب دریافت کیا، بولے ہم کو رسول اللہ صلعم نے زیادہ ناز و نعم کی زندگی سے روکا ہے اور فرمایا کہ کبھی تنگے پاؤں بھی۔

یہی زہد اور نزع ہی تھا جو بعض مقدس ہستیوں کے بابے میں بھی جاری تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کو کہ مائن کے گورنر تھے ہزار دینار وظیفہ تھا لیکن گھر کا کہیں ہم نشان نہیں۔ دشمنوں اور دیواروں کے سایہ میں زندگی گزارتے۔ لوگوں نے مکان بنانے پر اصرار کیا تو آپ

حضرت عثمانؓ نے حضرت زید بن اسلم کو تین ہزار درہم دینا چاہے مگر آپ کے تقویٰ نے اجازت نہ دی۔ اس بناء پر امیر المؤمنین کے عطیہ کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت نافعؓ نے عبداللہ بن عمرؓ کی تین سال خدمت کی، ابن عامر نے حضرت نافعؓ کو تین ہزار روپے عنایت کئے، شرعی اصول کے مطابق انہوں نے اس کی کل رقم کو اپنے آقا ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر کیا اور بولے کہ اس کو ابن عامر نے دیا ہے، مگر اس نے ہد مجسم نے اس دولت کو دیکھ کر جو کہا یقیناً تاریخ اسلام میں اب در سے کھجے جانے کے قابل ہے آپ نے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ ابن عامر کے یہ روپیہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دے جاؤ اس کو سنا ہوا اور ساتھ ہی تم بھی آزاد ہو۔“

اور تو اور بعض صحابہ کرام اپنی محنت کا صلہ بھی لینا گوارہ نہیں فرماتے کہ مبادا دولت و ثروت کہیں دنیا کی عیش و عشرت میں نہ ڈال دے اور آخرت کا اجر کم نہ ہو جائے حضرت عمرؓ مخالفۃ السلین اور امیر المؤمنین تھے قیصر و کسریٰ آپ کے ادنیٰ غلام اور ماتحت تھے لیکن روزیہ اس قدر لیتے کہ وہ آپ کے اہل و عیال کے لئے کافیا نہیں ہو سکتا تھا بالآخر آپ کے انتہائی زہد و فقر کو دیکھ کر ایک بار صحابہؓ کی جماعت نے آپ کے تحت جگہ امیر المؤمنین حضرت حفصہؓ کو بیچ میں ڈال کر آپ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی جس میں روزیہ کی زیادتی کی گزارش تھی جب آپ نے اسے دیکھا سخت برہم ہوئے اور فرمایا کیا ابن خطابؓ قادر مبادہ سردار و جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہے کہ وہ مدتوں فاقہ کرتے تھے تین تین ماہ ان کے گھر میں آگ نہیں جلتی، کھڑکی چارپائی پر سوتے اور بیوند و لہباس پہنتے تھے۔

نے ایسا تنگ مکان بنایا کہ اگر سر اند کرتے تو پیرا ہر نکل آتے اور کھڑے ہوتے تو سر چھت میں لگتا۔ اگر یہ گھر بھی بناتے تو سامان بالکل نہ ہوتا اور ہوتا بھی تو بہت فقیر۔ حضرت سلمانؓ کے پاس صرف ایک لٹا اور پیالہ تھا جس کو بھی نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے گھر کے سامان کی کمی قیمت سو درہم۔ ابو ذرؓ کے گھر کا سامان صرف ۱۰ ارکا تھا سبحان اللہ یہ ہے توکل و قناعت، اس سے بڑھ کر اور نہ کیا ہو سکتا ہے کہ آپ سر سے دولت کے جمع کرنے کے قابل ہی نہ رہتے، اعلیٰ جن کے ہاتھ میں مٹری کی باگ ہوتی، اُن سے ملنا تک نہیں پسند فرماتے۔

ایک بار سلمانؓ فارسی گورنر مائن اُن سے ملنے تشریف لائے اور بھائی بھائی کہہ کر لپٹ گئے آپ جس قدر اُن سے ملتے جاتے اتنا ہی زیادہ وہ ہٹکتے جاتے اور کہتے جاتے میں تمہارا بھائی نہیں، اُس وقت تھا جب کہ تم گورنر نہیں ہوئے تھے۔

حضرت بنو بن شریطؓ ایک صحابہ تھے اُن کے بیٹے نے کہا کاشش آپ بادشاہ وقت کے پاس جاتے تو خود آپ کا بھلا ہوتا اور آپ کی قوم کو بھی۔ بولے کہیں اس کی صحبت مجھے دوزخ میں نہ دھکیل دے۔

کوئی بتلانے کہ مال دولت سے کون نہیں محبت کرتا، لیکن صحابہ کرام کسے دل میں اللہ و رسولؐ کی محبت نے کچھ اس طرح گھر کر لیا تھا کہ اس میں اور کبھی کی گنجائش ہی نہ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو عبدالعزیز بن مردان نے بچہ بھیجا کہ آپ اپنی ضروریات کو میرے دربار میں پیش کیجئے تو میں آپ کو مال کر دوں گا آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ مجھ کو کسی دولت کی نہ طمع ہے اور نہ ہوس،

(بقیہ ص ۱۵)

(آیات قرآنی کی تاثیر)

پیدا کر دیا۔ یہاں تک کہ جہاں گھر نے ان کو دو سال تک قلعہ گوالیار میں قید رکھا۔ لیکن بعد میں بڑی عزت و تکریم کے ساتھ ان کو واپس بلوایا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ ممتاز ترین علمائے دہلی میں سے تھے حضرت مجدد کے بعض مکتوبات کے مضامین کی وجہ سے ان سے نزاع رکھتے تھے۔ شیخ عبدالحق سرہندی لکھتے ہیں کہ میں ایک دن مولانا عبدالحق کے پاس گیا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد میں نے ان سے کہا کہ :-

کہ باندگانِ دین عداوت و دشمنی خوب نیت منصف مآد شما قرآن است
تجدید و ترمیم و مصحف مقدس
بکشائیم ہر آیتے کہ بہ اول صفحہ برآید
قال حال شیخ احمد مجدد و خواہ بود۔

مولانا نے اس امر کو قبول کیا تجدید و ترمیم کے بعد ہم دونوں نے دو گانہ ادا کیا۔ اور قرآن شریف کو نہایت ادب و تکریم کے ساتھ کھولا۔ صفحہ اول پر جو آیت نکلے وہ یہ تھی **وَجَعَلَ لَكُمُ الْيَوْمَ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ** (سورہ نور آیت ۲۴) ایسے لوگ جنہیں تجارت نہ خریذ و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل کرتی ہے۔

مولانا نے اس آیت کے پڑھتے ہی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی مخالفت سے توبہ کر لی اور پھر اخیر عمر تک کبھی ان سے حضرت مجدد کی مخالفت و عداوت ظاہر نہ ہوئی۔ (بشکریہ تینم)

حضرت سعید بن عامر تھے تو محض کے گورنر لیکن قدرت ان کو زہد کی گد زنی کے لئے منتخب کر چکی تھی۔ خود فقیرانہ وضع قطع میں رہتے تھے وظیفہ ملتا اس کو فقراء کو دے کر ان کو دو لقمہ بنا دیتے۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے محض آ کے لوگوں سے پوچھا کہ تم اس شہر کے فقیروں کی فہرست کھواؤ انہوں نے عرض کیا، حضور سب سے پہلے ہمارے گورنر کا ہم فہرست میں رکھ لیجئے آپ نے پوچھا وہ وظیفہ کیا کرتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا وہ باہر سی باہر خیرات کر دیتے ہیں جس پر حضرت عمرؓ نے ان کو ۵۰۰ دینار روانہ کئے لیکن اس تقویٰ کے دھن نے یہ بھی خیرات کر دیئے ذیل کا واقعہ اس سے بھی حیرت انگیز اور عبرت نواز ہے، حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو حضرت سعد بن وقاصؓ والی کوفہ کے پاس مقاصد بنا کر روانہ کیا آخرت میں کچھ دہم پیش کرنا چاہے آپ نے باوجود حاجت کے نہیں لئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ واپسی میں زیادہ راہ ختم ہو گیا۔ تو درختوں کی چھال پر بسیر اوقات کی لیکن دولت میں ہاتھ لگانا گوارا نہ کیا۔ یہ تھے وہ سچے پیروکارانِ رسول جنہوں نے دنیا کو آخرت کے مقابل لات مار دی

تعلیم الاخلاق

از جناب مکرم مولوی عبدالحمید صاحب

ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّالِحِينَ (النساء رکوع ۵)
اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور اُس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ سے اور قربت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنب سے نیکی کرو۔

إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّالِحِينَ (النساء رکوع ۵)
اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اُس کا شریک کسی کو مت بناؤ اور ماں باپ سے نیکی کرو اور ناطے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے اور پاس بیٹھنے والے سے اور مسافر سے۔

لوٹدی غلام سے نیک سلوک کرنا

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّالِحِينَ (النساء رکوع ۵)
اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ اور اُس کا ساتھی کسی کو مت بناؤ اور ماں باپ سے نیکی کرو۔ اور ناطے والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی سے اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور غلام اور لوٹدی سے۔

پاس بیٹھنے والے کیساتھ عمدہ سلوک کرنے کا حکم

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّالِحِينَ (النساء رکوع ۵)
اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ اُس کا کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ سے نیکی کرو اور ناطے والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور نزدیک ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے سے۔

مسافر کیساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّالِحِينَ (النساء رکوع ۵)
اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو۔ اور اُس کا ساتھی کسی کو مت بناؤ اور ماں باپ سے نیکی کرو اور ناطے والوں سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی سے اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور غلام اور لوٹدی سے۔

انصاف کرنے کا حکم

(۱) اِنَّ اللّٰهَ يَاْخُذُ بِالْعَدْلِ ۔ (اعلیٰ رکوع ۳)

اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا۔

(۲) وَاِذَا حُكِمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْتُمْ تَحْكُمُوْا

يَا عَدْلُ (النساء رکوع ۸)

اور جب لوگوں کا (مقدمہ) فیصلہ کرو۔ تو

انصاف سے فیصلہ کرو۔

(۳) فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اِنْ تَعَدُّوْا۔

(النساء رکوع ۲۰)

تم (نفس کی) خواہش پر مت چلو۔ انصاف کو

چھوڑ کر۔

(۴) اِغْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى

(المائدہ رکوع ۲)

انصاف کرو۔ انصاف ہی پر ہیزگاری تک

پہنچنے کی نزدیک راہ ہے۔

(۵) وَاِنْ حُكِمْتَ فَاحْكُمْ بِتِلْكَ بِالْقِسْطِ

(المائدہ رکوع ۲)

اور جو تو اُن کا فیصلہ کرنا چاہے۔ تو انصاف

سے فیصلہ کر دے۔

(۶) كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ (النساء رکوع ۱۲)

انصاف پر قائم رہو۔

فضول خرچی کی ممانعت

(۱) وَلَا تُنْسِفُوْا اَمْوَالَكُمْ اِلٰی سَبِيْغٍ مُّسْتَرْفٰتٍ۔

(الانعام رکوع ۱۷)

اور بے حجامت اڑاؤ (اسراف مت کرو) کیونکہ

اللہ تعالیٰ بے جا اڑائیوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۲) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلَىٰ غُنٰقِكَ

وَلَا تَبْسُطْهَا حٰثِلَ الْبَسْطِ فَتَقْعَلَ مَلُوْمًا

خَسُوْسًا (بنی اسرائیل رکوع ۳)

اور اپنا ہاتھ اتنا سکیڑ بھی نہیں کہ گردن میں

باندھ دے (ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے) اور نہ

اتنا پھیلا دے۔ بالکل پھیلا نہ (کہ جو تیرے پاس ہے

سب اڑا دے) پھر تو دنیا سے بُرا (یا) خالی ہاتھ

بیٹھ رہے۔

(۳) اِنِّیْ اَمْلِكُ دَرِيْنَ كَاٰنُوْا اِخْوَانُ الشَّيْطٰنِ

وَكَاٰنَ الشَّيْطٰنُ يَرْجِبُ كَفُوْسًا۔

(بنی اسرائیل رکوع ۳)

(مال) بے جا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی

ہیں (شیطان کے دوست اور اُس کے تابع ہیں)

اور شیطان اپنے مالک کا ناشکر ہے۔

بکجوسی کرنا منع ہے

(۱) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلَىٰ غُنٰقِكَ

(بنی اسرائیل رکوع ۳)

اور اپنا ہاتھ اتنا سکیڑ بھی نہیں کہ گردن

میں باندھ دے۔

(۲) وَمَنْ يُّؤْتِ شَيْءَ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر رکوع ۱)

اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی اور لالچ

نے عجب یا گیا۔ تو ایسے لوگ مراد کو پہنچیں گے

غور سے اگر کر چلنا نہیں چاہتے

(۱) وَلَا تَمْسِ فِيْ الْاَرْضِ مَرَحًا (بنی اسرائیل رکوع ۲)

بے حیائی کی باتوں سے بچو۔

(۱) اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
وَالِاتِّعَافِ فِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ
(المحل رکوع ۱۳)

اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کرنے اور ناپٹہ
دالوں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی (فسق
و فجور جیسے زنا۔ لواطت وغیرہ) سے منع کرتا ہے۔
(۲) وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا
وَمَا بَطَّنَ۔ (الانعام رکوع ۱۹)

اور بے شرمی کی باتیں (جیسے زنا۔ لواطت
وغیرہ) کھلی ہوں یا چھپی۔ ان کے پاس نہ پھٹکو۔
(۳) وَلَا تَقْرَبُوا النَّسَاءَ خَالَاتُكُمُ
حِشَّةً أَوْ سَاءَ سَبِيلًا۔ (نجم اسرائیل رکوع ۱۱)
اور زنا (حرام کاری) کے پاس نہ پھٹکو
بے شک زنا بے شرمی (بے حیائی) اور بڑا
چلن ہے۔

بُورے کام (جو شرع کے خلاف ہوں)

کرنا منع ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
وَالِاتِّعَافِ فِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْكَرِ (المحل رکوع ۱۳)

اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کرنے اور ناپٹہ
دالوں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بُورے کام اور بے حیائی
(جو شرع کے خلاف ہوں) سے منع کرتا ہے

اور زمین میں اکٹرا کر یا (اترا تا ہوا) نہ چیل

(۲) وَلَا تَقْنَبُوا فِي الْاَنْسَابِ حَتّٰى مَرْحَلَةُ اللّٰهِ
لَا يُحِبُّ كُلُّ خُفْوٍ (لقن رکوع ۴)
اور زمین میں اترا تا داکڑا تا ہوا نہ چیل۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی اترنے (اکڑنے) والے شیخی
خو کو پسند نہیں کرتا۔

آدمی کیوں کر چلے

هٰذَا قَدْ خَفِيَ مَشِيدُكَ (لقن رکوع ۲)
ادینچ کی چال چلا کر (نہ بہت تیز نہ بہت
آہستہ)

غور اور خور و عونت کی بُرائی

(۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فِي الْاَنْسَابِ (رکوع ۶)

بے شک اللہ اُن لوگوں کو نہیں چاہتا۔ جو
(اتراتے) بڑھ مارتے ہیں (لوگوں پر اپنی بڑائی جتاتے
ہیں تکبر اور خود پسندی کرتے ہیں)

(۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خُفْوٍ
(لقن رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ کسی اترنے (اکڑنے) والے شیخی
کو پسند نہیں کرتا۔

(۳) اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَلَبِّتِيْنَ
(الزمر رکوع ۶)

کیا غرور کرنے والوں کا ٹھکانا دوزخ میں نہیں
ہے (یعنی ہے)

ظلم کی مذمت

لَا اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ
اِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَ
الْمُنْكَرِ وَالْبَغٰى (المحل رکوع ۱۳)

اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کرنے اور اپنے
ناتے والوں کو دینے کا حکم کرتا ہے اور بے حیائی
اور بُرے کام اور ظلم (یا بغاوت یا حسد) سے
منع فرماتا ہے۔

(۲) وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَمْسُكُمُ
النَّارُ۔ (ہود رکوع ۱۰)

اور جو لوگ ظالم ہیں اُن کی طرف مت جھکو
(اُن سے دوستی مت کرو نہ میل کر دو) نہ اُن کے
کاموں کو پسند کرو (پھر اگر ایسا کرو گے) تم کو
دوزخ کی آگ چھٹ جائے گی۔

(۳) وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
(المائدہ رکوع ۱)

اور آپس میں ایک دوسرے کی گناہ اور ظلم
میں مدد نہ کرو۔

(۴) اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِيْنَ (الشوریٰ رکوع ۳۶)
بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو
پسند نہیں کرتا۔

نفس کی خواہش پر نہ چلنے کی خوبی

(۱) وَاٰمَنَ خَافَ مَقَامَ رَجَبِهِ وَنَهٰى
النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ
هِيَ الْمَأْوٰى (التزط رکوع ۲)

اور جو کوئی (دنیا میں) اپنے مالک کے سامنے (ایک
روز حساب کتاب کے لئے) کھڑے ہونے سے ڈرتا
رہا اور نفس کی ہر رائی خواہش سے رکتا رہا۔ تو اُس کے
رہنے کی جگہ بہشت ہی ہو گی۔

(۲) وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ
اللّٰهِ۔ (ص رکوع ۲)

اور (نفس کی) خواہش پر مت چل (ایسا
نہ ہو) وہ تجھ کو اللہ کے (ٹھیک) رستے سے بہکا دے

دوسروں کا مال نہ کھا جاؤ

وَلَا تَأْكُلُوا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَقَدْ نُوٓا
بِهَا اِلَى الْحُكْمِ لِنَاۡ تَأْكُلُوْا فَرِيقًا مِّنْ اَمْوَالِ
النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ رکوع ۶)
اور آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ کھا جاؤ
اور نہ مال کا مقدمہ حاکموں تک آئیں لئے لے جاؤ
کہ لوگوں کے مال میں سے ایک حصہ تم جان بوجھ کر ناحق
ہضم کر لو۔

فریب کرنے کا نتیجہ بُرا ہے

وَلَا يَحْنِقُ الْمُكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاٰثِمِهِ۔
(فاطر رکوع ۴)

اور بُرا فریب کرنے والے ہی پر لوٹ جاتا ہے
(چاہہ کُن راجاہ درپیش)

آفت اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے کا پھل

وَلَبِشْرٍ لِّصَابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ
مُصِیْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

(۱۳) وَأَن تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ (البقرہ رکوع ۳)

اور معاف کر دینا پرہیزگاری سے بہت نزدیک ہے

(۱۴) أُخْبِدَتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَدْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ

وَالصَّرَّاءِ وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ

عَنِ النَّاسِ (آل عمران رکوع ۱۳)

(بہشت) اُن پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو

فراغت اور تنگی میں خیر ترجیح دیتے ہیں اور غصہ پی

جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ ان کا قصور

معاف کر دیتے ہیں۔

(۱۵) وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ

(الشوریٰ رکوع ۴)

اور جب اُن کو غصہ آجاتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں

(۱۶) وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ

الْأُمُورِ (الشوریٰ رکوع ۴)

اور جو کوئی (دوسرے کے ظلم کرنے پر بھی) صبر

کرے اور معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے

(۱۷) خُذِ الْعَفْوَ (الاعراف رکوع ۲۴)

درگزر اپنا طریق کر لے۔

(۱۸) وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ

اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (تہابن رکوع ۲)

اور اگر تم (اُن کا قصور) معاف کر دو۔ اور درگزر

کر دو اور بخشد تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے

(وہ تمہارے قصور بخش دے گا)

بُرائی کا بدلہ اچھائی سے کرنا خوش نصیبوں ہی کا کام ہے

(۱۹) وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا

إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ (حم السجدہ رکوع ۵)

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَدُونَ (البقرہ رکوع ۱۸)

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے۔ ان کو جب

کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ

(یعنی ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے

والے ہیں) کہتے ہیں اُن ہی لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی

بخشنش اور مہربانی ہے اور یہی (جنت کی) راہ پانے

والے ہیں۔

(۲۰) وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلْقِيهَا

إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ (حم السجدہ رکوع ۵)

اور یہ بات (بُرائی کے بدلے بھلائی کرنا)

اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور اُن ہی

کو اس کی توفیق ہوتی ہے جو نصیبے والے ہیں۔

(۲۱) وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ (لقن رکوع ۱)

اور جو آفت تجھ پر آئی اُن پر اُس پر صبر کر۔

(۲۲) إِنَّ احْسَنَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرہ رکوع ۱۸)

بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے

ساتھ ہے۔

معاف اور درگزر کرنا بڑی ہمت کا کام ہے

(۲۳) وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا

وَأَصْلَحَ فَاجْزِئْهُ عَنِ اللَّهِ (الشوریٰ رکوع ۴۱)

اور بُرائی کا بدلہ اتنی ہی بُرائی ہے اُس پر بھی جو

کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ

تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

(۲۴) فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا (البقرہ رکوع ۱۳)

معاف کرو اور درگزر کرو۔

وَالضَّرَآءُ (برائی کے بدلہ میں بھلائی کرنا) اُن ہی کو حاصل تھوے جو صبر کرتے ہیں اور اللہ ہی کو اس کی توفیق ہوتی ہے جو نصیب والے ہیں۔
(۲) اِذْ فُتِحَ بِالْحَنِيءِ اَحْسَنُ الْمَسِيئَةِ
برائی کا دغیبہ اس طرح سے کہ جو بہت اچھا ہے
(۳) اِذْ فُتِحَ بِالْحَنِيءِ اَحْسَنُ - برائی کا بدلہ اچھے سے اچھا کر۔
(۴) وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا مَن
عَفَا وَاصْلَحَ فَاجْزُؤْهُ عَلٰی اَللّٰهِ (اللہ ہی کو)
اور برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے اُس پر بھی جو کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

غصہ پی جانے کی فضیلت۔

اُعِدَّتْ لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَانْكَرَظِيْنَ الْغَيْظَ - (ال عمران رکوع ۱۴)
(بہشت) اُن پر بہنرگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراغت اور تنگی میں خیر خرچ کئے جاتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں۔

صلح کرنے کا ثواب

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا مَن عَفَا وَاصْلَحَ فَاجْزُؤْهُ عَلٰی اَللّٰهِ - (اللہ ہی کو)
اور برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے اُس پر بھی جو کوئی معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر۔

اُعِدَّتْ لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ

امانت میں خیانت نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَلَا رَسُولَهُ وَلَا تَخُونُوا أَمْنَكُمْ وَلَا أَنْفُسَكُمْ أَنْتُمْ لَعَنُوكُمْ (الانفال رکوع ۲)
مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خیانت نہ کرو (اللہ سے یہ خیانت ہے کہ اُس کا فرض چھوڑ دے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ خیانت ہے کہ سنت کو چھوڑ دے گناہ کرے) اور اپنے (اپس) کی (امانتوں میں بھی جان بوجھ کر چوری نہ کرو۔

ناپ تول انصاف سے پوری کرنا چاہئے
اَوْفُوا بِالْمِثَالِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ -
(ہود رکوع ۸)

ناپ اور تول انصاف سے پورے کرو۔

(۲) اَوَقِيمُوا اَلْوَزْنَ بِالْقِسْطِ -

(رحمن رکوع ۱)

اور انصاف سے تول کر دو۔

سلام

بہار گاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت امام اہل سنت والجماعت

دیرا گوہر احمد مجتہد سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے محمد نور کے پیکر صلی اللہ علیہ وسلم احمد مرسل خلق کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مقدس بونے متعطر روئے منور مطلع اول نور کا ٹرکا نور کا منظر صلی اللہ علیہ وسلم
شمع شبستاں منع ایمان فلان باؤنی دلائل حال قرآن قرآن بکھر صلی اللہ علیہ وسلم
عرش معلیٰ اجتہاد وی صورت ہستی معنی شہری آپ کی خاطر اصغر اکبر صلی اللہ علیہ وسلم
روح الامین تھے آپ کے خادم شان پیغمبر اللہ اکبر سدری سے آگے کون تھا یاد صلی اللہ علیہ وسلم
ایسی صورت ایسی سیرت ایسا جلوہ ایسا نقشہ خاص حبیب خالق اکبر صلی اللہ علیہ وسلم
مہرے مکرم نور مجسم نیر اعظم قلبہ علم شافع محشر قاسم کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

بعد کے لاپ کا رتبہ مثل ہو پیدا کب ہے گوارا

نختم تھی صنعت نختم رسل پر صلی اللہ علیہ وسلم

صحابیات

محترم سکیم محمد فاروق صاحب لاہور

حضرت امامہؓ

استقبال ہو گیا تو حضرت علیؓ نے امامہؓ سے نکاح کیا۔ ابوالعاصؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی زید بن العوام کو جو عشرہ مبشرہ میں تھے امامہؓ کے نکاح کی وصیت کی تھی، چنانچہ یہ نکاح ان کی مرضی سے ہوا اور نکاح بھی انہوں نے خود پڑھایا۔

حضرت علیؓ نے جب مسجد میں وفات پائی تو عبدالمطلب کے پوتے مغیرہ بن نوفل کو وصیت کر گئے کہ امامہؓ سے نکاح کر لیں۔ مغیرہ نے اس وصیت پر عمل کیا۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ امامہؓ نے مغیرہ کے ہاں ہی وفات پائی۔

حضرت صفیہؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی دختر ہیں، ماں کا نام ہالہ بنت وہب تھا جو حضرت آمنہؓ کی ہمیشہ بھینس حضرت صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں اور بحالہ زاد بہن بھی، حضرت حمزہؓ ان کے حقیقی بھائی تھے۔

ان کی پہلی شادی ابوسفیان کے بھائی حارث سے ہوئی، ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن ثویلہ سے نکاح ہوا، ان سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دعوتِ حق کی ذمہ داریاں

امامہؓ نام تھا، ابوالعاصؓ کی بیٹی ہیں، والدہ کا نام زینب تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں، امامہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو امامہؓ سے بے حد محبت تھی نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ امامہؓ کندھے پر سوار تھیں۔ آپ نے اسی حالت میں نماز پڑھائی۔ جب رکوع جاتے تو اتار لیتے۔ جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے خاندان والوں سے کتنی محبت تھی اور ان کے ساتھ کس قدر حسن سلوک اور مروت سے پیش آتے تھے ایک مرتبہ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ تحائف روانہ کئے۔ ان میں ایک بیش بہا ہار تھا، آپ نے فرمایا: ”یہ ہار اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا“ ازواجِ مطہرات کو خیال تھا، یقیناً یہ شرف حضرت عائشہؓ کو نصیب ہو گا۔ ایک گوشہ میں امامہؓ بھی کھیل رہی تھیں۔ آپ نے انہیں بلا کر ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ امامہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سنِ شعور کو پہنچ چکی تھیں۔ اللہ کو جب حضرت فاطمہؓ کا

مضبوط قلعہ خارج میں حفاظت کے لئے جمع کر دیا۔ اور حضرت حسان دہشور عربی شاعر کو ان کی نگرانی کے لئے مقرر کیا اس قلعہ سے متصل قبیلہ بنو قدیظہ کے یہودی کی آبادی تھی انہوں نے مسلمانوں کی بیڑ موجودگی میں قلعہ پر حملہ کر دیا ایک یہودی قلعہ کے بھاٹک تک پہنچ گیا اور حملہ کی تدبیر سوچنے لگا۔ اچانک حضرت صفیہ کی نگاہ پڑ گئی انہوں نے حسان سے کہا اے قتل کردار جو حضرت حسان کچھ کمزور تھے اپنی معذوری ظاہر کی کہ انہیں اس قابل ہوتا تو لشکر اسلام کے ساتھ کیوں نہ جاتا، حضرت صفیہ نے یہ سوج کر کہ اگر اس کو ختم نہ کر دیا تو دوسرے کو اطلاع دی جائے گی اور وہ حملہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے نصیب کی چوب لے کر یہودی کے سر پر ماری جس سے اُس کا سر پھٹ گیا اور پھر تلوار لے کر سر بھی کاٹ دیا اس واقعہ سے یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج ہے، انہوں نے دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش نہ کی۔

۱۱؎ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ تو انہوں نے ایک پروردگار کا شہر کا ترجمہ یہ ہے۔

۱۲؎ اے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر خوب آنسو بہا حضرت صفیہ نے ۱۱؎ کو تہتر برس کی عمر میں انتقال کیا، آپ شہر شاعرہ تھیں۔

حضرت ام ایمنؓ

ام ایمن کنیت تھی، اصل نام برکتہ تھا۔ حبش کی رہنے والی تھیں آنحضرت کے والد حضرت عبداللہؓ کی کنیز تھیں ان کی وفات کے بعد حضرت آمنہؓ کے

فائدہ ہوئیں تو حضرت صفیہؓ کی عمر چالیس سال تھی حضرت صفیہؓ بھی ایمان لائیں، آنحضرت کی تمام چھ پھیپوں میں یہ شرف صرف انہیں کو حاصل تھا حضرت زبیرؓ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوہ احُد میں جب مسلمانوں نے شکست کھائی تو مدینہ سے نکلی کر صحابہ کو عتاب زینہ کلمات کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلے آئے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو حضرت زبیرؓ کو فرمایا کہ یہ حضرت حمزہؓ کی لاش نہ دیکھ پائیں کیونکہ حضرت حمزہؓ کی شہادت کے بعد ہندہ البرسفیانی کی بیوی نے ان کا جسم چیر کر کلیجہ نکالا تھا۔

زبیرؓ نے آنحضرت کا پیغام سنا دیا۔ بولیں میں اپنے بھائی کھال میں پکی ہوں لیکن خدا کی راہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، عزیز بھائی کی لاش کو دیکھا۔ ٹھوڑے بھرے پڑے تھے ہر چند المناک منظر تھا مگر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھ کر چپ ہو گئیں اور مغفرت کی دعا کی۔

اس درد انگیز نظارہ سے متاثر ہو کر ایک شریہ کہا جس کا ایک شعر درج ذیل ہے، روئے سخن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے سے ترجمہ ”آج آپ پر وہ دن آیا جس میں آفتاب سیاہ ہو گیا، حالانکہ پہلے وہ روشن تھا“

غزوہ خندق میں بھی انہوں نے انتہائی ہمت و استقلال کا ثبوت دیا، صحابہ کرام تو شہر سے باہر تشریف لے گئے تھے، مستورات کو انصار کے ایک

اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں انتقال ہوا۔

حضرت فاطمہ بنت اسدؓ

فاطمہ نام تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی اور ان کے بھائی اسد بن ہاشم کی بیٹی تھیں یہ دہی ہاشم ہیں جن سے ہاشمی سلسلہ شروع ہوتا ہے عبدالمطلب کے بیٹے اور آنحضرت کے چچا ابو طالب سے نکاح ہوا، آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت علیؓ کی والدہ تھیں۔

ابتدائی دور میں آل ہاشم نے اسلام کو فروغ دینے میں نمایاں حصہ لیا، ان میں اکثر لوگ مسلمان ہو گئے مگر مخطہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ تعداد ان آل ہاشم نے کیا، حضرت فاطمہؓ بھی انہی لوگوں سے تھیں گو ابو طالب ایمان نہیں لائے تاہم حضرت فاطمہؓ اور ان کی تمام اولاد نے اسلام قبول کیا اور اس تحریک میں پیش پیش حصہ لیتے رہے، ابو طالب کے بعد حضرت فاطمہؓ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست و بازو تھیں، جب ہجرت کا دور آیا تو مدینہ کی طرف ہجرت کی، یہاں پہنچ کر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ کے نکاح کی تقریب عمل میں آئی حضرت علیؓ نے والدہ سے عرض کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی آتی ہیں وہ گھر کے کاموں میں آپ کی معاونت کریں گی اور میں باہر کا کام کروں گا، نہایت صالح عورت تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کی ملاقات کو آیا کرتے تھے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پائی تو آپؐ نے اپنا پیرا ہن مبارک اتار کر کفن دیا اور پہلے خود قبر میں لیٹ گئے۔ لوگوں نے

پاس رہیں آنحضرت کی پرورش کا شرف بھی انہیں کو حاصل ہے یہاں نکاح حمید بن زیاد سے ہوا، نبوت کے بعد کا واقعہ ہے کہ جب عبیدہ نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے محبوب خاص زید بن حارثہ سے نکاح پڑھایا چونکہ زید مسلمان تھے، اس لئے ام ایمن نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ عام مسلمانوں کے ساتھ حبشی کی طرف ہجرت کی، اور پھر مدینہ تشریف لائیں عزوہ احد میں شرکت کی۔ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمار داری کرتی تھیں، عزوہ خیبر میں بھی شرکت کی وہاں بھی صرف خدمت اور نرسنگ کا کام سیر تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وفات پائی۔ تو ام ایمنؓ سخت غمگین تھیں اور ناز و نارود بھی تھیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے تسلی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے۔ اس کے جواب میں کہا کہ رونے کا سبب یہ نہیں، رونا تو اس لئے آتا ہے کہ اب دجی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس جواب نے دونوں حضرات پر اس قدر اثر کیا کہ وہ بھی رونے لگے۔ ۳۳ھ میں جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو ام ایمنؓ اسی طرح روتی تھیں، لوگوں نے پوچھا کہ اب کیوں روتی ہو، جواب دیا اس لئے کہ اب اسلام کمزور ہو گیا، پہلے شوہر سے ایمن پیدا ہوئے، جنہوں نے عزوہ خیبر میں شہادت پائی حضرت زیدؓ سے اسامہؓ پیدا ہوئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں باپ کا درجہ پایا، جلیل القدر صحابہ میں ان کا شمار ہوتا ہے

ام ایمنؓ نے کچھ حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بے حد عزت کرتے تھے، فرمایا کرتے تھے کہ ام ایمنؓ میری ماں ہے۔

حضرت عباسؓ کی اکثر اولاد انہی سے پیدا ہوئی جن کی تعداد تقریباً سات ہے سب کے سب نہایت قابل تھے، خصوصاً حضرت عبداللہ، عبید اللہ جو آسمانِ علم و علم کے ہر دماہ سمجھے جاتے ہیں۔ ام الفضلؓ عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ ہفتہ میں دو مرتبہ روزہ رکھتیں، تیس سالہ حدیثیں روایت کی ہیں آنحضرت صلیم سے محبت رکھتی تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔

حضرت ام رومانؓ

زیب نام اور ام رومان کنیت ہے۔ کنیت سے ہی مشہور ہیں۔

پہلا نکاح عبداللہ سے ہوا، جو کہیں باہر رہتے تھے ام رومان نے شوہر کے ساتھ کہیں آکر اقامت اختیار کی جو حضرت ابوبکرؓ کے دوست بن گئے مچنا پچہ جب عبداللہ نے وفات پائی تو ام رومانؓ نے ابوبکرؓ سے نکاح کر لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کی والدہ ہیں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہی انہوں نے اسلام کی صدا پر لبیک کہا۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو امن قیام کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ابورافع کو مستورات لانے کے لئے بھیجا۔ ام رومانؓ بعد اہل و عیال کے مدینہ چلی گئیں۔

جب واقعہ انک پیش آیا تو ام رومانؓ بے حد

وجہ دریافت کی تو فرمایا، ابوطالب کے بعد ان سے بڑھ کر کسی نے میرے ساتھ سلوک نہیں کیا، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کو جنت میں جیلہ ملے، اور عذابِ قبر میں تخفیف ہو جائے۔“

حضرت علیؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور طالب و عقیل ان کی اولاد ہیں۔

حضرت ام الفضلؓ

نام لبابہ، لقب کبریٰ اور کنیت ام الفضل تھی لبابہ الحبشہ کے نام سے بھی مشہور تھیں، والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا، آنحضرت صلیم کے عم محترم حضرت عباس سے نکاح ہوا، آپ آنحضرت صلیم کی چچی ہیں۔

ان کی بہت سی بہنیں تھیں جو خاندانِ نبویہ ششم اور قریش کے معزز گھرانوں میں منسوب تھیں، ان کے نام یہ ہیں لبابہ، میمونہ، سلمیٰ، اسماء۔

حضرت میمونہ ازواجِ مطہرات میں تھیں لبابہ (ام الفضل) حضرت عباسؓ کے نکاح میں تھیں، سلمیٰ حضرت حمزہؓ اور اسماء حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر طیار سے منسوب تھیں، اس لحاظ سے ام الفضل کی والدہ ہند بنت عوف کا قرابتِ سسرالی میں کوئی تباہی نہیں تھا قدیم الاسلام ہیں، اسلام لانے کا شرف حضرت حدیجہؓ کے بعد انہیں کو حاصل ہے، دوسری تمام مسلمات ان کے بعد ایمان لائیں۔

جمعۃ الوداع میں آنحضرت صلیم کے ساتھ تھیں عہد کے دن جب لوگوں کو آپ کے صائم ہونے کا شبہ ہوا تو انہوں نے دودھ کا پیالہ بھیجا جسے آنحضرت صلیم نے پی لیا، یہ دیکھ کر لوگوں کی تشفی ہو گئی

حضرت سمیہؓ

ہم سمیہؓ تھا، ابو حذیفہ کی کنیز تھیں۔ باپ کا نام حیاط تھا۔ ابو حذیفہ کے دوست یا سیر سے نکاح ہوا، جن سے مشہور صحابی عمر ابن یاسیر پیدا ہوئے۔ تو ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔

آپ کی پیری کا زمانہ شروع تھا۔ جب کہ مکہ میں حق کی صدا بلند ہوئی۔ یہ تینوں ماں، باپ اور بیٹا (سمیہ، یاسیر اور عمر) دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرت سمیہؓ کا اسلام قبول کرنے والوں میں ساتواں نمبر تھا کچھ دن تو امن سے گزر گئے۔ جب اسلام کا پورا دوز زمین سے بلند ہوا تو مخالف ہوائیں چلنے لگیں، شامک دمصاب پیش آنے لگے مخالف ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے کہ اس پودے کو اکھاڑ دیں، وہ اس کے برگ و بار کو روک دینے کی کوشش کرتے تھے، تاہم اپنے ماضی کو دہرا رہی تھی کیونکہ انغراض پرست لوگ، سچائی اور حق و ہدایت کی نشوونما برداشت نہیں کر سکتے۔

قریش نے اسلام پسندوں پر ظلم و ستم کا آغاز کر دیا جس کا زور ہر لمحہ بڑھتا رہا۔ ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق مسلمانوں کو تکلیف دینے کی کوشش کرتا، طرح طرح کی اذیتیں دی جاتیں۔

ابو حذیفہ کے خاندان مغیرہ نے بھی حضرت سمیہؓ کو دوبارہ مشرک پر مجبور کیا لیکن نسخ العقیدہ مسلمہ تھی۔ نہایت پختگی کے ساتھ اسلام دایمان پر

مذبذب میں تھیں جب حضرت عائشہؓ کو اطلاع ملی تو وہ حجرہ نبوی سے میکہ چلی آئیں تو حضرت ابو بکرؓ بالافتاء پر تھے اور ام رومانؓ نیچے بیٹھی ہوئی تھیں۔ عائشہؓ سے آنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے واقعہ بیان کر دیا سن کر بولیں۔ بیٹی جو عورت خداوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کے ساتھ یہی ہوتا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں مگر حضرت عائشہؓ کی شفقت نہ ہوئی۔ چیخ مار کر روئیں حضرت ابو بکرؓ بھی نیچے اتر آتے اور خود بھی رونے لگے اس صدمہ سے حضرت عائشہؓ کو بخار ہو گیا تو دونوں نے اُسے گود میں اٹھا لیا، عصر کے بعد رسول اکرمؐ تشریف لائے اور آیات تقدس نازل ہوئیں۔

۴ھ میں معجزانہ واقعہ پیش آیا، حضرت ابو بکرؓ اصحاب صفہ سے تین ہمانوں کو گھر لائے (اصحاب صفہ اس وقت کے متعلم اسلام تھے جو مسجد نبوی کے ایک حصہ میں رہتے تھے) خود آنحضرت صلم کے پاس گئے تو واپسی میں دیر ہو گئی، جب ہمانوں کو کھانا کھلایا گیا تو اس قدر برکت ہوئی کہ کھانا باافراط بچ گیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ام رومانؓ سے پوچھا، اب کتنا ہے بولیں تین گنا سے زیادہ، پنا پختہ سب کھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔

پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام طفیل تھا حضرت ابو بکرؓ سے دو اولادیں ہوئیں۔ حضرت عبدالرحمن اور حضرت عائشہؓ

۹ھ میں وفات پائی۔ آنحضرت صلم خود قبر میں اترے اور دعائے مغفرت فرمائی۔ اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھتی تھیں۔

فرمایا۔ عمار دیکھو! تمہاری ماں کے قاتل کا خدانے فیصلہ کر دیا۔

اگر ہم فطرت کے اصولوں کو مد نظر رکھیں تو عالمے اندر ایک ایسی طاقت ہے جو ہمیشہ جھٹک مشورہ دیتی ہے یہ خوفِ ضمیر ہے اگر ہم اس پر عمل کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں راستی سے نہیں ہٹا سکتی۔

حضرت ام سلیمؓ

ہام سنبلہ، ام سلیم کنیت اور ربیعہ لقب تھا۔ آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیمؓ سلمی بنت زید کی پوتی تھیں اور سلمیٰ عبدالمطلب کی والدہ ہیں اس معاشرتی گردش کی وجہ سے ام سلیمؓ آنحضرت صلعم کی مخالف بھی ہیں۔

پہلا نکاح مالک بن نفیر سے ہوا۔

آغازِ اسلام میں مسلمان ہوئیں۔ مالک اپنے قدیم مذہب پر قائم رہنا چاہتا تھا اور ام سلیمؓ اسلام لانے پر اصرار کرتی تھیں، اسی وجہ سے دونوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی۔ مالک تنازعہ سے تنگ آکر شام چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ اب ابوطلحہؓ نے نکاح کا پیغام دیا تو انہوں نے محض اس لئے رد کر دیا کہ وہ مشرک ہیں۔ پیغامِ نکاح کے جواب میں انہوں نے جس خوبی دلیل اور مثال سے مشرک و توحید کا فرق سمجھایا وہ قابلِ ذکر ہے۔

ام سلیمؓ نے کہا۔ ابوطلحہ تم جانتے ہو کہ تمہارا

قائم رہیں مخالف ہر روز جلتی ہوئی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر کھڑا کر دیتے، مارتے اور پیٹتے۔ لیکن ان کے استقلال میں فرق نہ آیا۔

آنحضرت صلعم ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ آلِ یاسر! صبر کرو اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

ہمیشہ ہی مشغلہ رہا، دن بھر اذیت دیتے، شام کو نجات ملتی۔

ایک دفعہ شام کو گھر آئیں تو ابوہریرہؓ نے گالیاں دینا شروع کیں اسی عالم میں اس کے غصہ کا پارہ استقدر چڑھ گیا کہ اٹھ کر ایک برچی ایسی ماری کہ حضرت سہیلہؓ جان بحق تسلیم ہوئیں۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

بجز شوق پروازِ ناز باقی کیا رہا ہوگا۔

قیامت اک ہوا و تند ہے خاکِ شہیدان پر

یہ اسلام کی راہ میں پہلی شہادت تھی، جس کا شرف حضرت سمیہؓ کو حاصل ہوا۔ جس نے جان دیکر ثابت کر دیا کہ ایمان، ضمیر، حق اور رسالت جان سے زیادہ عزیز ہیں اگر جان دے کر یہ دولت حاصل ہو سکے تو ازراں سودا ہے سے

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق آدا نہ ہوا

حضرت عمار کو والدہ کی اس بے کسی پر بہت

رنج ہوا۔ آنحضرت صلعم سے کہا۔ اب اتھاہو

چکی ہے، مگر آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اور فرمایا

خدا دندا! آلِ یاسر کو جہنم سے بچا۔

غزوہ بدر میں جب ابوہریرہؓ مارا گیا تو آپ نے

سہ میں جب غزوہ خیبر پیش آیا تو اس میں بھی ام سلیم شریک تھیں۔ غزوہ حنین میں بنجر ہاتھ میں لئے کھڑی تھیں ابو طلحہ نے دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو توجہ دلائی آپ نے پوچھا اسے کیا کر دگی۔ بولیں اگر کوئی مشرک نزدیک آئے گا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کر دوں گی۔

مسائل پوچھنے میں کچھ عار نہ سمجھتی تھیں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ اور عرض کی وہ خدا حق بات سے نہیں شرماتا اگر عورت خواب میں ناپاک ہو جائے۔ تو غسل واجب ہوتا ہے ام المؤمنین حضرت ام سلیم یہ استفسار سن رہی تھیں بے ساختہ ہنس پڑیں اور کہا بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے۔ تم نے عورتوں کی بڑی توہین کی ہے، آنحضرت نے فرمایا، کیوں نہیں! در نہ نیچے ماں کے ہنسل کیوں ہوتے ام سلیم انتہائی صابر اور مستقل مزاج عورت تھیں ابو عبیدہ ان کا لڑکھچہ تھا، جب اس نے انتقال کیا، تو ابو طلحہ گھر نہ تھے انہوں نے صبر سے کام لیا اور گھردلوں کو منع کر دیا کہ ابو طلحہ آئے۔ تو اس کو اطلاع نہ دینا۔ رات کو جب ابو طلحہ آئے تو ان کو کھانا کھلایا اطمینان سے لٹا دیا، باتیں ہو رہی تھیں، کچھ رات گزرنے کے بعد بولیں، اگر تم کو کوئی شخص عاریتاً ایک چیز دے تو پھر واپس لینا چاہے تو کیا تم انکار کر دگے، ابو طلحہ نے کہا "نہیں" کہا۔ تو اب تم کو بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہئے۔ عورتوں میں ایسی صبر و تحمل کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ ایک مرتبہ ابو طلحہ گھر آئے اور کہا کہ

موجود زمین سے اگا ہے۔ ابو طلحہ نے جواب دیدہاں بولیں یہ تو پھر تمہیں دشت کی عبادت کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ ابو طلحہ پر اس افہام و تفہیم کا ایسا اثر ہوا کہ فوراً مسلمان ہو گئے اور ام سلیم کے ہاں آ کر کلمہ پڑھا۔ ام سلیم نے اپنے بیٹے حضرت انس سے کہا کہ اب تم ان کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ نکاح کے ساتھ ہی مہر معاف کر دیا اور کہا میرا مہرا سلام ہے، حضرت انس کہا کرتے تھے کہ یہ مہر عجیب و غریب تھا۔

پہلے شوہر سے حضرت انس اور ابو طلحہ سے ابو عبیدہ اور عبداللہ پیدا ہوئے، ابو عبیدہ تو حضرت انس کی فوت ہو گئے، حضرت انس کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے دائمی طور پر پیش کر دیا۔ چنانچہ حضرت انس ہمیشہ خدمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار اور ہاجرین کے درمیان مواخاۃ قائم کی تو یہ اجتماع ام سلیم کے مکان پر ہوا۔ ام سلیم پیچیدہ مسلمات سے ہیں غزوات میں شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انصار کی چند عورتوں کو غزوات میں ساتھ رکھتے تھے جو لوگوں کو پانی پلاتیں اور زمیں کی مرہم بیٹی کرتی تھیں۔

غزوہ احد میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ تو ام سلیم پھر بھی مستعدی کے ساتھ کام کر رہی تھیں، حضرت انس فرماتے ہیں میں نے ام سلیم اور عائشہ کو پانی پٹنے پڑھا ئے اور پانی پلاتے دیکھا ہے۔

یہ کفار کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینہ سپر کر کے کھڑی ہو گئیں، مسلمان منتشر ہو گئے تھے نظم و نسق بکھر چکا تھا اور ٹولیوں کی صورت میں لڑائی جاری تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک صرف چند جانثار جمع تھے عام خبریہ مشہور ہو گئی تھی کہ رسول اکرمؐ شہید ہو گئے ہیں اس لئے اہل بھیلی ہوئی تھی کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تیرہ سو رہے تھے جب کوئی کافر حملہ آور ہوتا۔ تو یہ تلوار سے رد کرتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کو اپنے دائیں اور بائیں دیکھ رہا تھا، ایک کافر نہایت فخر کے ساتھ اکرٹا ہوا آیا اور دم عمارہ پر تلوار سے وار کیا انہوں نے رد کیا لیکن کندھے پر زخم آگیا جو گہرا تھا جواب میں انہوں نے بھی تلوار ماری مگر دشمن زہر پہنے ہوئے تھا، کارگر نہ ہوئی۔ ایک دوسرے کافر کو قتل بھی کیا۔

نخبر، بیعت رضوان اور فوج مکہ میں بھی شریک تھیں۔ یہ سب سدا واقعہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ لے کر حج کی غرض سے مکہ کی طرف چلے۔ کفار مکہ نے یہ سمجھ کر کہ جنگ ہوگی مسلمانوں کو حدیبیہ کے مقام پر روک جانے پر مجبور کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لڑائی کی غرض سے نہیں آئے صرف حج کرنا چاہتے ہیں، مگر شک و دود نہ ہوا اس کشمکش کو دور کرنے اور صلح کی گفت و شنید کے لئے حضرت عثمانؓ کو مکہ بھیجا گیا۔ کفار نے انہیں وہاں روک لیا اور لشکر اسلام میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں یہ سن کر آپؐ کو رنج ہوا اور ایک بول کے درخت کے نیچے تمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج بھوکے ہیں، کچھ بھیج دو۔ انہوں نے چند روٹیاں حضرت انسؓ کو لپیٹ کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دے آؤ۔ آپؐ مسجد میں بیٹھے تھے، اور صحابہ بھی ساتھ تھے انسؓ کو دیکھ کر بولے، تمہیں ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے۔ بولے جی ہاں۔ فرمایا۔ کھانے کے لئے، عرض کی جی ہاں۔ آپ تمام صحابہ کو لے کر ابو طلحہ کے مکان پر لشرف لائے، ابو طلحہؓ یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اہلیم سے کہا۔ اب کیا کرنا چاہئے، انہوں نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتوں کو خدا اور خدا کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اور وہی روٹیاں سامنے رکھ دیں انہی میں اللہ نے برکت ڈال دی اور تمام لوگ سیر ہو گئے۔

ام سلمہؓ باخلاق، زاہدہ اور عابدہ تھیں چند حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ خلافتِ راشدہ کے آخری دور میں وفات پائی۔

حضرت ام عمارہؓ

نسب نامہ ام عمارہ کنیت ہے، خاندان نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا۔ پھر عرب بن عمر کے عقد میں آئیں میاں بیوی دونوں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بیعت عقبہ میں ۳۷ مرد اور دو عورتیں تھیں جن میں ایک ام عمارہؓ تھیں۔ غزوہ احد میں شریک ہوئیں جب تک مسلمان کامیاب تھے یہ پانی پلانے کا فریضہ ادا کرتی رہیں۔ لیکن جب فتح شکست میں بدل گئی تو

آئیں اور شرک جہالت سے ثابت ہو کر اسلام قبول کیا
شعر و سخن کا ذوق فطری طور پر ودیعت تھا نہایت
پاکیزہ اور سلیس شعر کہتی تھیں آنحضرت صلیم ان
کے شعر سنا کرتے تھے صنف شعر میں مرثیہ اچھا
کہتی تھیں تاریخ میں ہے کہ ناقدان سخن کے نزدیک
عورتوں میں خنساء سے بڑھ کر کوئی عورت شاعر
نہیں۔ عرب میں عکاظ کا میلہ مشہور تھا یہ دوسری
وچپیوں کے علاوہ شعراء ادب کا مرکز بھی تھا وہاں
خنساء خنساء کا خیمہ مابہ لامتیانہ ہوتا تھا، دروازہ پر
ایک علم لگایا جاتا تھا جس پر لکھا ہوتا "عرب کی سب
بڑی مرثیہ گو" خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کے عہد
خلافت میں قافوسیہ کی جنگ شروع ہوئی تو خنساء اپنے
چاروں بیٹوں کو لے کر آئیں اور ان کو نصیحت کی۔

مہ پیارے بیٹو! تم نے اسلام اور ہجرت اپنی مرضی
سہ اختیار کی درنہ تم اپنے ملک کے لئے بوجھ نہ تھے
اور نہ وہاں قحط تھا جس سے عبود ہو کر ہجرت کی اس
کے باوجود اپنی بڑھی ماں کو یہاں لائے اور نارس کے
سامنے ڈیرہ ڈال دیا۔ خدا کی قسم تم ایک ماں اور
ایک باپ کی اولاد ہو۔ تم جانتے ہو دنیا فانی ہے اور
گفار سے جہاد کرنے میں اجر عظیم ہے اس لئے صبح اٹھ
کر لڑنے کی تیاری کرو اور اس وقت تک لڑو، چنانچہ صبح اٹھ
کر چاروں لوگوں نے ایک ساتھ قدم اٹھایا، اور نہایت
جوش سے رجز پڑھتے ہوئے لڑے یہاں تک کہ شہید
ہو گئے۔

خنساء کو اطلاع ملی تو خدا کا شکر ادا کیا۔ اس
جنگ سے دس برس بعد مکہ میں وفات پائی۔
(باقی)

صحابہ کرم سے جنگ کی بیعت لی، اسی کو بیعت رضوان
کہتے ہیں جس میں ام عمارہؓ بھی شامل تھیں حضرت
ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں ایک باغی سیلہ کذاب
نے نبوت کا دعویٰ کیا خلیفہ اول نے اس کے اعتقاد
کے لئے ایک لشکر روانہ کیا چونکہ یہ کذاب پیامہ میں
رہتا تھا اس لئے اسے جنگ پیامہ بھی کہتے ہیں یہ
لشکر حضرت خالد بن ولید کی سرکردگی میں روانہ
ہوا جس میں ام عمارہؓ اور ان کا بیٹا حبیب بھی تھے
دوران جنگ میں سیلہ کذاب نے حبیب کو قتل
کر دیا تو ام عمارہؓ نے قسم کھالی کہ یا تو سیلہ قتل
ہو جائے گا یا خود جان دے دوں گی۔ جوش میں آکر
تلوار کھینچ لی اور میدان میں آگئیں اس دلیری سے
مقابلہ کیا کہ ایک ہاتھ کٹ گیا اور بارہ زخم آئے
چنانچہ سیلہ مارا گیا۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلیم ان کے ہاں تشریف
لائے تو انہوں نے کھانا پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم
بھی کھاؤ، عرض کی کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپؐ نے
فرمایا کہ اگر روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جائے تو
نرسختے اس پر درود بھیجتے ہیں۔

انتقال کا صحیح زمانہ معلوم نہ ہو سکا۔

حضرت خنساءؓ

خنساء لقب اور تخلص نام تھا نجد کی رہنے والی
تھیں۔ پہلا عقد رواج سے ہوا اس کے انتقال
کے بعد مرد اس کے نکاح میں آئیں۔ عالم پیری
شروع تھا کہ مکہ کی وادی سے آفتاب اسلام طلوع
ہوا حبیب اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ